ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-21

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

ڈاکٹر عزیزہ سعید
اسسٹنٹ پروفیسر اردو لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی
ڈاکٹر خضریٰ تبسّم
اسسٹنٹ پروفیسر اردو لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی
ڈاکٹر ثوبیہ منظور
وزٹنگ لیکچرار آئی ائی آر پنجاب یونیورسٹی لاہور

انیس ناگی کی ناول نگاری، وجودیت کے تناظر میں

Dr. Aziza saeed
Assistant Professor, Urdu Department, Lahore College for Women University.
Dr. Khizra Tabassum
Assistant Professor, Urdu Department, Lahore College for Women University.
Dr. Sobia Manzoor
Visiting Lecturer, IIR, Punjab University, Lahore.
***Corresponding Author:**

Anis Nagy's Novel, In the Context of Existentialism

Anis Nagy is one of the writers influenced by the existential movement. He made migration, collapse, social unrest, hypocrisy and existential crisis the subject of his novels. His existential novels are a lament of the individual's defeat and inner closeness. Since Anis Nagi's own life was one of deprivation and discomfort, most of his characters can be described as a part of his own being, which is neither related to society. Can establish a relationship Nor can they maintain the identity of their existence.

Key Words: *Influenced.Existential movement.Migration.Collapse.Social unrest.Hypocrisy.Individual's.Deprivation.Discomfort.*

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-21

ماخذ تحقیقی مجلہ

تعارف و اہمیت:

اردو ناول کی تاریخ میں انیس ناگی کا نام انتہائی معتبر ہے۔ یوں تو انہوں نے اپنی مضطرب اور سیماب صفت طبیعت کے باعث مختلف اصناف ادب میں طبع آزمائی کی۔ شاعری ہو یا فکشن، تنقید ہو یا تراجم ہر صنف کو ایک نئے زاویئے، نئے نظریات اور فکر و فن سے روشناس کرایا۔ مگر اُردو ناول کی تاریخ انیس ناگی کے ذکر اور ان کے کردار کے بغیر نامکمل اور ادھوری ہے اُن کے ناول جدید عہد کے فرد کی داخلی اور معاشرتی زندگی کے احوال کا عکس ہیں۔ جدید عہد کا فرد جس سیاسی اور سماجی بحران کا شکار ہے اس کی ایک جھلک انیس ناگی کے ناولوں میں بھرپور تخلیقی وفور کے ساتھ موجود ہے۔ جدید عہد کا انسان جس وجودی بحران اور داخلی کرب میں مبتلا ہے۔ اُس کا ذکر ان ناولوں کا مرکزی نقطہ ہے۔ یہی وجہ اُن کو اردو ناول میں ایک منفرد مقام دیتی ہے کہ انہوں نے روایتی ناول کو رد کر ڈالا اور عشق و محبت کے فرسودہ موضوعات کے بجائے اپنے ناولوں کی بنیاد ان ٹھوس حقائق اور مسائل پر رکھی جن سے آج کا جدید آدمی دوچار ہے۔ اُن کی عظمت اس حوالے سے بھی ہے کہ انہوں نے ایک طرف روایت سے بغاوت کی، اُردو ناول کو نئے اسلوب اور موضوعات سے روشناس کروایا تو دوسری طرف دوستوئیفسکی، فرانز کافکا، البیر کامیو، ژاں پال سارتر، اور آندرے ژید کی ادبی روایات کو آگے بڑھایا اور اردو فکشن کا حصہ بنایا۔ ان کے ہر ناول کا موضوع نیا ہے اور یہ ناول اپنے کرداروں اور موضوعات کے اعتبار سے نئے وجودی مسائل اور وجودی جہات کی ترجمانی کرتے ہیں۔ انیس ناگی کے جن ناولوں پر وجودی اثرات ہیں اُن میں "دیوار کے پیچھے، میں اور وہ، زوال، ایک گرم موسم کی کہانی، محاصرہ، قلعہ، چوہوں کی کہانی اور پتلیاں" شامل ہیں۔

انیس ناگی حالات زندگی:

ڈاکٹر انیس ناگی دس ستمبر انیس سو انتالیس کو شیخوپورہ میں ابراہم ناگی کے گھر پیدا ہوئے خاندانی نام یعقوب علی ناگی جب کہ قلمی نام انیس ناگی تھا گورنمنٹ کالج لاہور سے ایف اے اور اورئینٹل کالج لاہور سے ایم اے اردو کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد جامعہ پنجاب سے ہی اردو ادب میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد درس و تدریس سے وابستہ ہوئے بعد ازاں سول سروس کا امتحان پاس کر کے مختلف سرکاری عہدوں پر فائز رہے ادبی حوالے سے اُن کی حیثیت ناول نگار شاعر افسانہ نگار نقاد اور محقق کی ہے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-21

ماخذ تحقیقی مجلہ

انیس ناگی کی ناول نگاری:

ناول "دیوار کے پیچھے" ۱۹۸۰ء میں فیروز سنز سے چھپ کر سامنے آیا۔ یہ انیس ناگی کا پہلا ناول ہے اس ناول دیوار کے پیچھے کو بجا طور پر وجودی ناول کہا جا سکتا ہے۔ اس ناول کا مرکزی کردار شکست ذات اور اپنے ہی وجود کے بحران کا شکار ہے۔ یہ کرب جان لیوا ہے تنہائی، خوف اور دہشت اُس کو دیمک کی طرح چاٹ رہے ہیں۔ انتشار ہی انتشار ہے۔ ذات سے لے کر سوچ تک ہر جزوِ زندگی ملیامیٹ ہو رہا ہے۔ جبر اور ناکردہ گناہوں کی سزا میں ہر گزرتے لمحے کے ساتھ بے پناہ اضافہ ہوتا ہے۔ اُس کے بدن کی عمارت شکستگی کی جانب زوال پذیر ہے۔ ویسے بھی دیوار کے پیچھے میں مصنف نے دوستوئیفسکی اور کامیو دونوں کے کئی حوالوں کو اپنے ناول کا حصہ بنایا ہے اس لیے انیس ناگی کو وجودی ناول نگار بھی قرار دیا گیا۔ اس ناول کے بارے میں ڈاکٹر شاہین مفتی رقمطراز ہیں:

> "انیس ناگی کا یہ ناول پاکستان کی جس اساسی صورت حال میں لکھا گیا وہ روسی نظریات کی ترقی پسندی اور امریکی نظریات کی راست بازی کا زمانہ تھا، اشتراکیت اور اسلامیت کی اس بنیادی چیرہ دستی میں ہر اس شخص کو نقصان پہنچا جو اپنی ہی زمین پر اپنا وقوف چاہتا تھا۔ وقوف کی یہی بے وقوفی، دیوار کے پیچھے، کے ہیرو کا المیہ ہے، انہی زمانوں میں انیس ناگی نے کامیو کے ناول اجنبی، اور پھر سسی فس کی کہانی کے اُردو تراجم پر پوری توجہ دی جنہوں نے مصنف کو وجودی نظریے کے مزید قریب کر دیا۔"(۱)

ایک تو انیس ناگی کا اپنا میلان بھی وجودی رویوں کی طرف بہت زیادہ رہا، دوسرا انہوں نے مغربی ادیبوں کا بے تحاشا مطالعہ کیا۔ دوستوئیفسکی، کافکا، کامیو اور سارتر جیسے وجودیت پسند ادیب ان کے پسندیدہ مصنف تھے اور انیس ناگی اُن کے نظریات سے بھی متاثر تھے۔ ان کی تحریروں کا عکس یا اثرات انیس ناگی کے ناولوں میں تلاشے جا سکتے ہیں۔ ناول کا ہیرو ہر وقت خوف اور زوال اور خطرے کی زد میں ہے۔ اُس کا وجود لایعنیت کا کرب جھیل رہا ہے۔ وہ بقا سے فنا کے راستے کا مسافر ہے۔ اس ناول میں وجودیت کے حوالے سے یہ مثال پیش کی جا سکتی ہے:

> "کائنات کی ہر چیز اپنے معانی سے عاری ہوتی جا رہی ہے اور میرا وجود لایعنی صورتِ حال بنا جا رہا ہے اور اس سے فرار کیوں کر ممکن ہے.....؟ اوہ، راتوں کی تیرگی مجھے اپنی پناہ میں لے۔ میں ہر ایک چیز سے تھک گیا ہوں۔ اپنے آپ سے بھی اور ان سے بھی جن کے درمیان مجھے رہنا ہے۔ اے آتش سیال مجھے اس طور پر منتشر کر دے کہ مجھے پھر اکٹھا نہ کیا

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-21

ماخذ تحقیقی مجلہ

جا سکے اور پھر میں ہوش سے عاری ایک بچے کا ذہن لے کر انہیں سڑکوں پر دیوانہ وار پھروں اتنا کہ شناخت کے سب قرینے محو ہو جائیں۔ شعور اور وجود کے درمیان کھینچی ہوئی لکیر کو منہدم کر دوں ہر اثبات سے انکار کروں اور ہر انکار سے اثبات کا قرینہ اخذ کروں۔"(۲)

یہ فرد کا وجودی بحران ہے، پروفیسر کا وجودی کرب ہے کہ زندگی بذات خود اُس کے نزدیک اپنی معنویت کھو چکی ہے اور انہی حالات سے تنگ آ کر وہ خودکشی کی کوشش کرتا ہے اور خود کو موت کے حوالے کر دیتا ہے، مگر موت بھی اُسے قبول کرنے سے انکار کر دیتی ہے۔ پروفیسر زندگی نہیں چاہتا پھر بھی اُسے جینا پڑتا ہے۔ اضطراب و انتشار قنوطیت اور مایوسی کے گہرے گھنے سایوں میں جینا پڑتا ہے۔ حمیرا اشفاق "دیوار کے پیچھے" میں موجود وجودی عناصر کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

"اس ناول میں فرد کے وجودی بحران اور کرب کا اظہار ملتا ہے۔ اس کا مرکزی کردار پوری سچائی کے ساتھ اپنی مرضی سے زندہ رہنا چاہتا ہے لیکن معاشرے میں اس سچے آدمی کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اس کا سامنا ایسے نظام سے ہوتا ہے جو غیر جمہوری، غیر منصفانہ اور منافقت سے پُر ہے۔"(۳)

ہر صاحب شعور زندگی کی معنویت کا متلاشی ہے۔ پروفیسر بھی زندگی کے معنی تلاش کرنا چاہتا ہے۔ اس تلاش کے لیے حتیٰ کہ وہ اپنی زندگی خودکشی کے راستے پر ڈال کر زندگی کے معنوں سے آشنا ہونا چاہتا ہے، لیکن خود کشی لایعنیت کا حل نہیں۔ وہ اسی کوشش میں کامیاب ہو جاتا ہے اُس کی گمشدگی بھی زندگی اور شعور کی گمشدگی کی علامت ہے۔ جبر سے تنگ آ کر خود سے کنارہ کرنا مشکل کام ہے، مگر ناول کا ہیرو اس سے بھی گریز نہیں کرتا۔ قاضی جاوید اس حوالے سے لکھتے ہیں:

"اس ناول میں فرد کے وجودی بحران اور کرب کا ادبی اظہار ملتا ہے۔"(۴)

جبکہ ڈاکٹر خالد اشرف ناول میں موجود وجودی عناصر کے حوالے سے اس طرح رقمطراز ہیں:

"اس نامنصفانہ و غیر متوازن سوسائٹی میں پروفیسر جیسے باشعور لوگ یا تو پاگل ہو جاتے ہیں یا الکوحلک، کیونکہ اس معاشرے میں فرد کی آگہی اور احساس اس کے لیے عذاب کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ اس لیے تنہا اور کٹا پھٹا ہوا فرد اپنی ذات کے نہاں خانوں کا اسیر ہوتا چلا جاتا ہے۔ تنہائی اور ترسیل کی ناکامی پروفیسر کا مقدر ہے۔"(۵)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-21

ماخذ تحقیقی مجلہ

ناول "میں اور وہ":

ناول "میں اور وہ" انیس ناگی کا دوسرا ناول ہے جو ۱۹۸۴ء میں منصہ شہود پر آیا۔ اس ناول کا مرکزی کردار جبر کا شکار ہے یہی جبر اس کے لیے وجودی صورت حال بن جاتی ہے۔ وہ جبر، تنہائی، انتشار اور لایعنیت کی فصیلوں میں گھرا ہوا ہے۔ ایک طرف وہ اپنے دفتر میں اپنے باس کے جبر کا شکار ہے۔ دوسری طرف اس کے ساتھی اس کی مخبری کرنے پر معمور ہیں۔ جو دن بدن اس کے لیے جبر میں اضافے کا سبب بنتے ہیں۔ اور وہ چیخ اُٹھتا ہے۔ "میرا وجود میرا شعور ہے اور میرا شعور مری سزا ہے۔"(۶)

انیس ناگی کا یہ ناول ایک طرح سے ناول دیوار کے پیچھے کی توسیع ہے۔ ناول کا ہیرو انہی مسائل میں گرفتار ہے، اور صورت حال کا شکار ہے جس طرح "دیوار کے پیچھے" کا ہیرو۔ داخلی کرب، جبر، تنہائی، لایعنیت، خراج، انتشار، خلا اندر خلا اور ماحول سے عدم مطابقت، یہ تمام عارضے ناول "میں اور وہ" کے ہیرو کو لاحق ہیں۔ ہاں البتہ ناول " میں اور وہ" کا کینوس بین الاقوامی عرب ملک الجزائر ہے جہاں ہیرو بہتر ماحول اور بہتر روزگار کی تلاش میں عمر عزیز کو تیاگ دیتا ہے۔ اس ماحول میں بھی وہ مطابقت نہیں کر پاتا اور بالآخر وجودی بحران اسے بُری طرح اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے اور بے خوابی اس کا مسئلہ ٹھہرتی ہے۔ اور وہ بے خوابی اور خود اذیتی کا شکار ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر انیس ناگی نے لکھا ہے:

> "رات کے دو بج چکے ہیں اور بے خوابی مسئلہ بنی ہوئی ہے مسئلہ بے خوابی یا نیند کا نہیں، میں خود مسئلہ بنتا جا رہا ہوں۔"(۷)

ناول کا ہیرو زندگی کے عذابِ مسلسل میں مبتلا ہے۔ یہی عذاب ہے جو اُسے کھائے جا رہا ہے۔ مرکزی کردار قنوطیت، جبریت اور معاشی بدحالی میں ڈوبا ہوا ہے۔ وہ خود کو تاریخ کا اور اپنی صورت حال کا مجرم گردانتا ہے۔ ایک ایسی صورت حال جو اس کی اس دُنیا میں آمد سے قبل اس کی منتظر تھی۔ جس کو بدلنے سے وہ قاصر ہے۔ زندگی جس کے لیے ایک محتاجی اور اذیتی کیمپ کے سوا کچھ بھی نہیں۔ دفتر میں وہ اپنے باس کے تشدد کا شکار بنا ہوا ہے، اور بالآخر اس کو ملازمت سے انکار کر دیا جاتا ہے۔ یہ انکار در اصل اس کے وجود سے ہی انکار کی دوسری صورت ہے۔ لایعنیت، شکوک و شبہات، خوف، زوال، بیماریاں اسے آن گھیرتی ہیں۔ انسانی زندگی اور رشتوں کے بارے میں تمام نظریات نوٹ پھوٹ جاتے ہیں سب کچھ بے معنویت کی دلدل کی نظر ہو جاتا ہے۔ اس تمام صورت حال، جبر، گھٹن اور اقتصادی دباؤ سے تنگ آکر وہ مستقبل کے بہتر خواب تلاشنے الجزائر کی سرزمین پر جا نکلتا ہے مگر یہاں بھی سب

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-21

ماخذ تحقیقی مجلہ

سراب ہی ہے کہ تیری دنیا کا سب سے بڑا مسئلہ معیشت ہے۔ جس سے مرکزی کردار نبرد آزما ہوتا ہے۔ نہ وہ اپنے داخلی ماحول سے رابطہ کر پاتا ہے اور نہ ہی خارجی ماحول سے مطابقت کر پاتا ہے۔ معاشرے کی بے چارگی اور ناانصافی اس کے داخلی انتشار پر منتج ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر وحید قریشی کی آراء قابل ذکر ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> "انیس ناگی کا ہیرو اقتصادی حالات کے تحت الجزائر جا کر ملازمت کرتا ہے اس کا خیال ہے کہ وہاں اپنے ماحول کے جبر سے آزاد ہو جائے گا لیکن ایسا نہیں ہوتا کیونکہ اقتصادی جبر تو جملہ تیسری دنیا کا مقسوم ہے۔ اس ہیرو کے داخلی اضطرابات نئے ماحول میں بھی قائم رہتے ہیں انیس ناگی کا غیر مطمئن ہیرو سوچتا ہے پریشان ہوتا ہے اور بار بار خارج سے داخل کی طرف توجہ کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے اس کے ذہن کا بنجر پن اسے بار بار ہراساں کرتا ہے۔ ماحول سے عدم مطابقت کا یہ شدید احساس ماحول اور بے اصولی کے درمیان معلق معاشرے کی بے چارگی کا احساس، ناانصافیوں اور ظلم کے حوالے سے معاشرے کے داخلی انتشار کا احساس یہ سارے راستے ایک ہی منزل کی نشاندی کرتے ہیں جسے انیس ناگی کا ہیرو "جودیت" کے فلسفے کی مدد سے طے کرنا چاہتا ہے۔"(۸)

ناول کا عنوان "میں اور وہ" بھی وجودی کرب اور بحران کی نشاندہی کرتا ہے یہاں "میں" سے مراد ہیرو کی اپنی ذات اور وجود ہے۔ جبکہ "وہ" سے مراد ایسی صورت حال ہے جس سے اس کا ٹکراؤ اور سامنا ہے خواہ وہ تاریخ کا جبر ہو۔ اپنے ہی وجود کا انہدام ہو، اپنے شعور سے ٹکراؤ ہو، اقتصادی صورت حال ہو، یا سماجی رویے ہوں، یا معاشی بد حالی ہو۔ ہر دوسری صورت "وہ" مرکزی کردار کے "میں" کے توڑ پھوڑ کا سبب ہے اور خوفناک نتائج پر منتج ہوتی ہے۔ مرکزی کردار اپنی ذات کے دو حصوں میں منقسم ہے۔ داخلی اور خارجی دونوں سطحوں پر بے معنویت حاوی ہے۔ اور ہیرو کے لیے جبر کا پیغام ہے جو انیس ناگی کے وجودی نظریات کا ارتقاء ہی ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر شاہین مفتی لکھتی ہیں:

> "مجموعی اعتبار سے اس ناول کو مصنف کی خود کلامی کا ایک نمونہ سمجھنا چاہیے، یہ ہیرو جذبات و احساس کی کش مکش کے ساتھ ساتھ اقتصادی اور سیاسی جبر کا بھی شکار ہے۔ ماحول سے عدم مطابقت غصے اور بے سکونی کو دعوت دیتی ہے۔ اور یہ تشدد پسندی جارحیت کی سطح سے نکل

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-21

ماخذ تحقیقی مجلہ

کر لا تعلقی کے دائرے میں دکھائی دیتی ہے 'دیوار کے پیچھے" سے "میں اور وہ" تک مصنف کے وجودی رویے میں کوئی تبدیلی دکھائی نہیں دیتی۔"(۹)

انیس ناگی کا ناول "زوال":

انیس ناگی کا ناول میں اور وہ ان کے سفر الجزائر کی دین ہے جو انہوں نے اپنی دوران ملازمت دو سال کے عرصہ قیام کے دوران مشاہدات کیے انہیں احاطہ تحریر میں لے آئے یوں یہ ناول ایک مختلف تجربے کے طور پر سامنے آیا اور اس کے ہیرو کا خمیر وجودی مسائل سے گوندھا گیا ہے۔

"زوال" کا ہیرو "احسن" درمیانے درجے کا سرکاری ملازم ہے جو دفتر میں بھی اپنے باس کے تشدد اور جبر کا شکار ہے کیونکہ اس کا باس اس کے وجود کو ناپسندیدہ قرار دیتا ہے اور اس کی رپورٹ میں لکھ دیتا ہے کہ وہ ایک بے کار اہلکار ہے اور بذات خود احسن کے نزدیک بھی زندگی بے نمک، اور غیر پسندیدہ واقعات کی تکرار ہے جس میں صرف اور صرف بے بسی اور بے اختیاری کا راج ہے اور انسان اقدار کے جبر سے بھی نجات نہیں پا سکتا۔ یہ بے چہرگی اور شناخت سے عاری وجود اس کے لیے آزار سے کم نہیں۔ مالی تنگدستی، بے ذائقہ ازدواجی زندگی اور مسلسل علالت اسے کرب اور خوف میں دھکیل دیتی ہے۔ جس کی بدولت وہ تنہائی اور موت کے سائے میں خود کو محسوس کرتا ہے اور یہ تمام عوامل اسے شکست خوردہ حیات کے منہ میں دھکیلنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں وہ بے مقصدیت اور لایعنیت کا شکار ہو کر منتشر ہونے لگتا ہے اس کی علالت اور بربادی اسے کافکا کے وجودی کرداروں کے قریب لاتی ہے اس سلسلے میں ڈاکٹر محمد سلیم الرحمن لکھتے ہیں:

> "سطحی طور پر (زوال) کے ہیرو کی فرانز کافکا کی کہانی کایا کلپ" کے کردار سامسا سے مماثلت رکھتی ہے۔ جو اپنے طور پر علالت اور بربادی کے ایک مطالعے کی حیثیت رکھتی ہے۔ بہر کیف کافکا کے چھوٹے سے ناول میں فضا علامتوں سے بوجھل ہے اس کے برعکس انیس ناگی نے اپنے ناول میں اپنے سراسر حقیقت پسندانہ رویے سے انحراف نہیں کیا ہے۔"(۱۰)

احسن ایک بیمار وجود کے ساتھ زندگی کی تلخیوں کا مقابلہ ایسے ہی کرتا ہے جیسے ایک چراغ کسی اندھی کے مقابل ہو، اس کردار کو انیس ناگی نے بے چین اور کرب میں مبتلا دکھا کر نئے شعور اور نئے عہد سے جڑے وجودی کرب کو آشکارا کرنے کی کامیاب سعی کی ہے۔ ہیرو کے علاوہ اس کی بیوی رشیدہ بھی دوہری اذیت میں مبتلا ہے ایک

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-21

ماخذ تحقیقی مجلہ

طرف اس کی ساری عمر ایک بیمار وجود کو سنبھالنے میں گزر جاتی ہے تو دوسری طرف وہ ماجد کے لیے آج بھی اپنی ذات کے نہاں خانوں میں چھپی ہوئی محبت کو محسوس کرتی ہے یہ کرب اور بے اختیاری اسے کھائے جا رہی ہے۔ جبکہ اس کی شادی اپنے شوہر سے محبت کے نتیجے میں ہوئی تھی مگر چند ہی سالوں میں یہ محبت کہیں ماضی کے اوراق کی زینت بن جاتی ہے اور احسن کی صورت حال اسے بے حد چڑچڑا بنا دیتی ہے۔ جبکہ احسن ایک طرف تو ڈاکٹروں اور معالجین کے رویے سے ناخوش ہے کہ یہ سب زندگی میں امید دینے کی بجائے موت کا خوف طاری کرتے ہیں۔ جبکہ دوسری طرف اس کا شعور ایک سزا بنا ہوا ہے انیس ناگی مرکزی کردار کی ذہنی صورت حال کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "میں شدید علیل ہوں، دن بدن میرا جسمانی اور ذہنی نظام زوال کی جانب جا رہا ہے مجھ میں کام کرنے کی صلاحیت نہیں رہی۔ زندگی نے مجھے روند دیا ہے۔"(۱۱)

انیس ناگی کا ناول "زوال" ایک وجودی ناول ہے جس کا ہیرو وجودی بحران اور کرب سے دوچار ہے اس کا ذہنی، جسمانی اور باطنی انتشار، خوف اور تنہائی، اس کی زندگی کو بے مقصدیت اور بے معنویت سے ہمکنار کرتی ہے۔ اس ناول کو انیس ناگی کا بہترین وجودی ناول قرار دیا جا سکتا ہے۔

"ایک گرم موسم کی کہانی":

اگرچہ تاریخ کے بطن سے جلوہ گر ہوتا ہوا ناول ہے مگر مرکزی کرداروں کے تانے بانے وجودی فکر سے بنے گئے ہیں۔ ناول میں مرکزی کردار جاوید ماضی کا سفر کرتا ہے۔ ذہنی سفر اور تاریخ کی بھول بھلیوں میں ٹھوکریں کھاتا اور کرپٹ سسٹم سے ٹکراتا جاوید وجودی مسائل کی چغلی کھا رہا ہے۔ اس ناول میں ۱۸۵۷ء کے انقلاب کے دوران لاہور شہر کے باسیوں کی بے حسی اور انقلاب دشمنی کو موضوع بنایا گیا ہے اور چند بنیادی سوال اٹھائے گئے ہیں کہ جو بہت تکلیف دہ ہیں کہ ۱۸۵۷ء سے لے کر آج تک ہم کہاں اور کس مقام پر ہیں؟ ہمارا ورثہ کیا ہے؟ مگر سوائے کف افسوس ملنے کے کچھ حاصل نہیں ہوتا کہ عوام نے ظالمانہ بے حسی کو اپنایا۔ اور اقتدار کے آگے سر جھکانے کے علاوہ کوئی قابل فخر کام نہیں کیا۔ ڈاکٹر خالد اشرف لکھتے ہیں:

> "اس سے قبل انقلاب کی جو تواریخ تصنیف کی گئی ہیں ان میں عام طور پر غداروں کی سیاہ کاریوں کو تو پیش کیا جاتا رہا لیکن عام آبادی کی ظالمانہ بے حسی اور اقتدار کے آگے سر جھکانے کی غلامانہ ذہنیت کو "ایک گرم موسم کی کہانی" میں نہایت صاف گوئی کے ساتھ موضوع بنایا گیا ہے۔"(۱۲)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-21

ماخذ تحقیقی مجلہ

ناول میں صوبیدار بہادر علی تاریخ کا اہم کردار بن کر سامنے آتا ہے۔ جو ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے وقت گورا فوج میں تعنیات تھا اور اس کی بہادری کے چرچے زبان وزد عام تھے، مگر پریڈ گراونڈ میں ہتھیار نہ ڈالنے کے جرم میں اس پر فرد جرم عائد کی جاتی ہے جب کہ جسونت سنگھ خالصہ فوج میں افسر تھا جو کئی معرکوں میں بڑی بے جگری سے لڑا، مگر گورا فوج میں اس کی بے توقیری کی جاتی ہے، جس پر وہ تلملا کر رہ گیا۔ یہ دونوں مولوی نظام الدین سے مل کر فرنگیوں سے آزادی کا خواب دیکھتے ہیں اور انقلاب لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کئی کچے ذہنوں میں پہلے ہی چربی کے کارتوس استعمال کے معاملے میں پھوٹ پڑ چکی ہے۔ کیونکہ دیسی سپاہ کے نزدیک یہ مذہب کو پلید کرنے کی سازش ہے۔ چربی کے کارتوس سور اور گائے کی چربی سے بنے ہوئے تھے۔ جو مسلمان اور ہندو سپاہ کے لیے مذہب کے حوالے سے ناقابل معافی جرم تھا۔ چنانچہ جسونت لال کی مخبری کی وجہ سے صوبیدار بہادر علی اور صوبیدار پرکاش سنگھ کو کورٹ مارشل کا حکم سنایا جاتا ہے۔ افسوس کا مقام یہ ہے کہ مقامی آبادی میں بے حسی کی لہر طاری ہے ہر کوئی دوسرے پر شک کرتا ہے کہ وہ گوروں کا مخبر ہے۔ شہر میں ہر طرف سناٹا ہے، لوگ خوف کی بدولت دبکے ہوئے ہیں ، گورا سرکار بغاوت کی بو کو سونگھ کر پورے شہر کے دروازے بند کر دیتی ہے۔ جبکہ بہادر علی کا ذہن انقلاب کے تانے بانے بننے میں مصروف ہے۔ دوسری طرف اس کا بیٹا دلاور علی، وکیل بدر دین اور بشن لال کے ساتھ مل کر لوگوں میں گوراسرکار کے خلاف جذبات ابھارنے کی کوشش کرتا ہے۔ دلاور کے کردار کے بارے میں انیس ناگی لکھتے ہیں:

"میرا خوف، مری کمزوری، بابا کی زندگی ہے۔ وگرنہ مجھے اپنی ذات کا کوئی خوف نہیں یہ شہر شروع ہی سے اس طرح رہا ہے۔ اس نے کبھی ظالموں اور فاتحوں کا مقابلہ نہیں کیا۔ یہ آخری موقعہ ہے کچھ نا کچھ کرنا چاہیے، لوگ ابھی اس محاصرے کا مطلب نہیں سمجھتے، انہیں انقلاب نظر نہیں آرہا۔"(۱۳)

"محاصرہ":

محاصرہ ایک وجودی ناول ہے اس ناول کا مرکزی کردار سلیم وجودی کرب اور بحران سے دوچار ہے یوں تو انیس ناگی نے تمام کرداروں کو ایسی صورت حال سے دوچار دکھایا ہے، جس میں جبر، گھٹن، اور بے بسی کے علاوہ کچھ بھی اختیار میں نہیں۔ لیکن سلیم بالخصوص اپنی ذات کے مرکزی جوہر کو حالات کے مطابق نہیں ڈھال پاتا اور آہستہ آہستہ بے معنویت کا زہر اس کے سارے وجود کو اپنی لپیٹ میں لے کر تباہ کر دیتا ہے۔ سلیم ریزہ ریزہ ہو کر اپنے طور پر مفلوج ہو جاتا ہے۔ آگہی اور شعور اس کے لیے زوال بن جاتے ہیں۔ ایک طرف اسے خارجی ماحول ڈس رہا تو دوسری جانب اس کا داخلی انتشار روز بروز بڑھتا جاتا ہے آہستہ آہستہ رگوں میں اترتا اسے غیر یقینی صورت حال سے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-21

ماخذ تحقیقی مجلہ

دوچار کرتا ہے اور سلیم اینگزائٹی نیروسس کا شکار ہو جاتا ہے جبکہ اس کی داخلی آواز ہے کہ زندگی بذات خود ایک اینگزائٹی ہے۔ گھر میں بے توقیری اور دفتری ماحول کا جبر اسے شکست سے دوچار کرتے ہیں، وہ زندگی کا بوجھ اٹھائے رینگ رہا ہے۔ ایک تہہ خانے میں مقید زوال اور خستگی کو گلے سے لگائے سلیم اپنی سانسیں گننے میں مصروف ہے۔ سلیم ایسے حالات اور گھٹن کے حصار میں زندگی بسر کرتا ہے جس سے چھٹکارہ ملنے کی کوئی امید میسر نہیں۔ اس کی خود کلامی ملاحظہ کیجئے۔ انیس ناگی لکھتے ہیں:

> "سلیم پھر سفید سیڑھیوں پر جا بیٹھا۔ ان تین سیڑھیوں میں خلا تھا، جہاں سے تہہ خانے کے روشندانوں سے روشنی باہر نکل رہی تھی سلیم ایک دم سیڑھیوں سے اُٹھا اور باغیچے میں کھڑا ہو کر تین روشن دانوں میں سے تہہ خانے کو دیکھنے لگا۔ تاریک زمین کی کوکھ میں روشنی؟ یہ زمین کی نہیں بلکہ تحت الشعور کی روشنی اور سر پر کالا آسمان سلیم بڑبڑایا اور بلند آواز میں ہنسنے لگا۔ میں الٹونا کا فرانز نہیں ہوں جو پوری جرمن نسل کا احساس جرم لے کر تہہ خانے سے نکلا تھا، میں دوستوفسکی کا تہہ خانے کا آدمی بھی نہیں ہوں، جو اپنے وجود کی تعبیر چاہتا تھا، میں تیسری دُنیا کا آدمی ہوں، جو خوف، بے یقینی اور خراج میں رہتا ہے میں تہہ خانے میں سے نئی روشنی باہر لے کر نہیں آیا۔ مجھے سمجھوتے کے ذریعے زندہ رہنا ہے، چاہے یہ زندگی موت ہی کیوں نہ ہو۔"(۱۴)

اس ناول میں نہ صرف سلیم جو ناول کا ہیرو ہے وجودی بحران کا شکار ہے بلکہ کوثر اور شگفتہ بھی بے بسی کی مثالیں ہیں۔ یہ تمام کردار ایک پتلی کی مانند ہیں جس کی ڈور حالات اور طاقت کے بے رحم ہاتھوں میں ہے۔ سلیم کے لیے دوسرے انسان جہنم ہیں۔ جنہوں نے اس کے لیے سزا اور عقوبت کے در کھولے۔ ہر شخص نے اس کی زندگی کو عذاب میں دھکیلا جس کی بدولت شکست سے دوچار ہوا۔ وہ ذہنی اور جذباتی طور پر سب سے کٹا ہوا ہے جس کی بدولت لایعنیت سے بھری زندگی بسر کر رہا ہے۔ اس ناول کے کرداروں کے بارے میں طاہر اسلم گورا لکھتے ہیں:

> "اس ناول میں ہر کردار محصور دکھائی دیتا ہے۔ ان کرداروں کے حوالے سے سارا معاشرہ منفی قوتوں کے حصار میں ہے۔ جو بے سمت ہے، جس کی کوئی ڈگر نہیں۔ جس کا کوئی قانونی ضابطہ نہیں ہے۔"(۱۵)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-21

ماخذ تحقیقی مجلہ

"ناول قلعہ"

قلعہ انیس ناگی کا اہم وجودی ناول ہے۔ اس ناول کے تمام کردار دارا، آرتھر، زرینہ اور خورشید بیگم ناکردہ گناہوں کی سزا جھیل رہے ہیں۔ ایسی زندگی جو بے اختیاری کی حامل ہے اُسے جی رہے ہیں۔ ایسی صورت حال میں گرے پڑے ہیں جو دوسرے لوگوں نے ان کے لئے پیدا کی۔ ایسے معاشرے میں اور ماحول میں سانس لیتے ہیں جہاں ہر کوئی دوسرے کا جہنم ہے، بے بسی، بے چارگی، ذلت اور شکست، مغائرت کے ہاتھوں رسوا ہیں۔ وقت کی دیوار اور حالات کا جبر ان کو نگل رہا ہے۔ اندھیرے ان کے تعاقب میں پیہم، ان کی زندگیوں کو نگل رہے ہیں۔ انسان انسان کو نگل رہا ہے، طاقتور کمزور کو کھا رہا ہے۔ اس حوالے سے انیس ناگی لکھتے ہیں:

> "انسان کبھی انسان کو معاف نہیں کرتا، انسان ایسی چیز نہیں کہ اُسے معاف کیا جائے۔ معافی تو پیغمبر اور ولی دیتے ہیں میں تو ایک چھوٹا سا کمینہ آدمی ہوں۔ جس نے انتقام پر اپنی زندگی بسر کرنے کا فیصلہ کیا ہے میں کس کو معاف کروں اس طرح تو میری ساری زندگی بیت جائے گی، یہ کہہ کہ دارا نے وہسکی کا ڈبل پیگ پیا اور بستر پر لیٹ کر نیند کے انتظار میں پہلو بدلنے لگا۔"(۱۶)

اس ناول کے تمام کردار نیکی اور بدی کی کش مکش میں مبتلا ہیں۔ بد دیانتی اور دولت کی ہوس نے ہر چیز کو کھوکھلا کر دیا ہے۔ اور قلعہ بذات خود کسی کو امان دینے کی بجائے لوٹ کھسوٹ کرنے والوں کی پناہ گاہ بن جاتا ہے۔ اور دارا خود اس راستے کا مسافر بن جاتا ہے جس سے وہ تمام عمر انکار کرتا رہا۔ اس حوالے سے فاخرہ پروین لکھتی ہیں:

> "اس ناول میں دارا جو اس معاشرے کو اخلاقی تباہی کی یلغار سے بچانا چاہتا تھا لیکن وہ خود تباہ ہو کر اسی کرپشن اور جرم کی دنیا کا باشندہ بن جاتا ہے۔"(۱۷)

"قلعہ" کا شمار انیس ناگی کے سنجیدہ اور بہترین ناولوں میں ہوتا ہے کہ اس ناول کے ذریعے بہت سے ایسے ناسوروں اور انسانی کرب کو اجاگر کیا گیا ہے۔ دارا دیانت کا کوئی پرچار تو نہ کر سکا، مگر خود بد دیانت ضرور بن گیا۔ یوں یہ انجام اسے بے اختیاری کے چنگل میں مزید ڈبو دیتا ہے اور دارا کی ایک بے ثمر مسافت لاحاصل ہی گئی، اور حوصلہ شکن صورت حال نے دارا کو لالایعنیت کے روبرو لا کھڑا کیا۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-21

ماخذ تحقیقی مجلہ

وفات

انیس ناگی نے 71 سال کی عمر میں 07 اکتوبر 2010 کو دل کا دورا پڑنے سے وفات پائی اور انہیں علامہ اقبال ٹاؤن رضا بلاک لاہور کے قبرستان میں سپردِ خاک کیا گیا

محاصل(Conclusion)

انیس ناگی نے کامیو، سارتر اور فرانز کافکا کی طرز میں وجودی بحران کو اپنے ناولوں کا موضوع بنایا. انیس ناگی نے جس معاشرے میں آنکھ کھولی وہ معاشرہ وجودی بحران اور ذات کی شکست وریخت کا زمانہ تھا. یہی وجہ ہے کہ معاشی معاشرتی اور سیاسی صورتحال کے تناظر میں پیدا ہونے والا وجودی قرب ان کے ناولوں کا موضوع بنا. گھریلو الجھنیں انتظامی معاملات میں خرابیاں اور ہسپتالوں کی حالت زار بیان کرنے سے ان کا اصل مقصد سسٹم کی فرسودہ روایات کی عکاسی ہے. ان کے ناول دیوار کے پیچھے میں ایسے فرد کی عکاسی کی گئی ہے جو سسٹم سے بغاوت کا اعلان کرتا ہے اور بلا آخر سزا کا حقدار ٹھہرتا ہے. ناول میں اور وہ کا مرکزی کردار بھی جبر تنہائی خلا اندر خلا اور قنوطیت کا شکار دکھائی دیتا ہے شاید اس کردار کے زریعے انیس ناگی نے اپنی شخصیت کی عکاسی کرنے کی کوشش کی ہے ناول زوال کا ہیرو بھی مالی تنگدستی بے ذائقہ ازدواجی زندگی اور مسلسل علالت کے قرب سے دوچار ہے ایک گرم موسم کی کہانی کا موضوع اگرچہ تاریخ ہے مگر مرکزی کرداروں کے تانے بانے وجودی فکر سے بنے گئے ہیں ناول محاصرہ کے تمام کردار محصور دکھائی دیتے ہیں اور یوں لگتا ہے کہ پورا معاشرہ منفی قوتوں کے ہاتھ میں ہے جہاں کوئی ضابطہ یا قانون نافذ العمل نہیں ہے اسی طرح ناول قلعہ بھی معاشرتی ناہمواریوں اور ناانصافیوں کا نوحہ ہے یہاں قلعہ جائے پناہ کی بجائے لوٹ کھسوٹ کی جگہ اور حصول زر میں مبتلا لوگوں کا گھر ہے المختصر انیس ناگی کے متذکرہ ناول وجودی فکر اور وجودی صورتِ حال کی نشاندہی کرتے ہیں اور انہوں نے اپنے ناولوں میں جو کردار تخلیق کیے ہیں وہ وجودی کرب کا شکار ہیں اور یہی ان کی زندگی کا المیہ ہے کہ وہ نہ معاشرے سے تعلق قائم کر پاتے ہیں اور نہ ہی اپنے وجود سے ان کا کوئی رشتہ رہتا ہے۔

حوالہ جات

۱. شاہین مفتی، انیس ناگی شخصیت اور فن، اسلام آباد، اکادمی ادبیات پاکستان، ۲۰۰۹ء، ص ۸۴۔
۲. انیس ناگی، دیوار کے پیچھے، لاہور، فیروز سنز، ۱۹۸۰ء، ص ۸۴۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-21

ماخذ تحقیقی مجلہ

۳. حمیرا اشفاق، جدید اردو فکشن، عصری تقاضے اور بدلتے رجحان، لاہور، سانجھ پبلی کیشنز ، اکتوبر ۲۰۱۰ء، ص ۱۰۴۔

۴. قاضی جاوید، دیوار کے پیچھے، مشمولہ انیس ناگی ایک وجودی ناول نگار، مرتب زاہد مسعود، لاہور، حسن پبلی کیشنز، ۱۹۹۷ء، ص ۱۴۔

۵. خالد اشرف، ڈاکٹر، برصغیر میں اردو ناول، لاہور، فکشن ہاؤس، ۲۰۰۵ء، ص ۸۳۔

۶. انیس ناگی، ڈاکٹر، میں اور وہ، لاہور، مکتبہ جمالیات، ۱۹۸۴ء، ص ۱۰۳۔

۷. ایضاً، ص ۷۷۔

۸. وحید قریشی، ڈاکٹر، مشمولہ انیس ناگی ایک وجودی ناول نگار، مرتب زاہد مسعود، لاہور، حسن پبلی کیشنز، ۱۹۹۷ء، ص ۲۹۔

۹. شاہین مفتی، انیس ناگی شخصیت اور فن، اسلام آباد، اکادمی ادبیات پاکستان، ۲۰۰۹ء، ص ۸۶۔

۱۰. محمد سلیم الرحمن، مشمولہ انیس ناگی ایک وجودی ناول نگار، مرتب زاہد مسعود، لاہور، حسن پبلی کیشنز، ۱۹۹۷ء، ص ۳۸۔

۱۱. انیس ناگی، ڈاکٹر، زوال، لاہور، فیروز سنز، ۱۹۸۹ء، ص ۸۶۔

۱۲. خالد اشرف، ڈاکٹر، برصغیر میں اردو ناول، لاہور، فکشن ہاؤس، ۲۰۰۵ء، ص ۳۴۲۔

۱۳. انیس ناگی، ڈاکٹر، ایک گرم موسم کی کہانی، لاہور، روہتاس بکس، مارچ ۱۹۹۰ء، ص ۱۱۰۔

۱۴. انیس ناگی، ڈاکٹر، محاصرہ، لاہور، الحمد پبلی کیشنز، فروری ۱۹۹۲ء، ص ۱۵۱۔

۱۵. طاہر اسلم گورا، مشمولہ انیس ناگی ایک وجودی ناول نگار، مرتب زاہد مسعود ، لاہور، حسن پبلی کیشنز، ۱۹۹۷ء، ص ۹۲۔

۱۶. انیس ناگی، ڈاکٹر، قلعہ، لاہور، جمالیات، ۲۰۰۵ء ص ۲۱۴۔

۱۷. فاخرہ پروین، نئے ادب کا معمار، انیس ناگی ، مرتبہ سلیم شہزاد، تنویر صاغر، لاہور، حسن پبلی کیشنز، ۲۰۰۷ء، ص ۳۷۔